TQ Lesson 189 Surah Furqan Ayat 58-77 tafseer3

آیت نمبر 67- وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا

ترجمہ۔ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے

پھر اُن کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ عباد الرحمان ہیں، **وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا** یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں **لَمْ يُسْرِفُوا** تو وہ اسراف نہیں کرتے وَلَمْ **يَقْتُرُوا** اور وہ لوگ بخل نہیں کرتے **وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا** بلکہ اُن کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ یہ بات بتا رہے ہیں کہ اُن کے دن اور رات ہی کی بات نہیں ہے بلکہ اُن کا جو پیسہ ہے، اُن کا جو مال ہے اُس پر بھی اللہ کی حکومت چلتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارا پیسہ ہے ہم جو چاہیں اُس کا استعمال کریں اللہ کے مقبول بندے اللہ کے پسندیدہ بندے جب پیسوں کا استعمال کرتے ہیں جب پیسوں کو خرچ کرتے ہیں تو اُس وقت وہ اعتدال کے اندر رہتے ہیں یعنی اللہ کی نافرمانی میں خرچ کرنے سے بچتے رہتے ہیں تو اِس کا کیا مطلب ہے؟ کہ کس طرح سے اللہ کی نافرمانی سے بچا جا سکتا ہے اب یہاں پر یہ بات جاننا ضروری ہے کہ اسراف کیا ہوتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ لوگ **اسراف** اور **يَقْتُرُوا** اِس کی درمیانی کیفت میں رہتے ہیں تو اسراف **(س ر ف)** اِس کے معنی ہوتے ہیں ضرورت کے کاموں میں زیادہ خرچ کرنا ہے یعنی جس چیز پر خرچ کرنا ہے جس پر ضرورت ہے تو اُس پر زیادہ خرچ کرنا مثلاً ہال میں آپ بیٹھی ہوئیں ہیں پنکھے چل رہے ہیں اور پنکھے جب چل رہے ہیں تو جہاں آپ بیٹھی ہوئیں ہیں ہال میں بس اُس ہی جگہ پر پنکھا چلنا ہونا چاہئے لیکن آپ جہاں بیٹھی ہیں وہاں کے لئے دو پنکھے کافی ہیں اور باقی جو چھ پنکھے ہیں وہ زائد چل رہے ہیں تو ضرورت کی جگہ پر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا تو جو باقی چھ پنکھے ہیں وہ اسراف ہیں۔ تو دو پنکھوں کی ضرورت ہے تو دو ہی چلا رہے ہیں آپ گھر کے اندر ہیں آپ کے گھر کے چار کمرے ہیں لیونگ روم ہے اور دو باتھ روم ہیں اب کیا ہے کہ پورے گھر کی لائٹیں جلی ہیں آپ جس کمرے کے اندر ہیں آپ بیٹھک میں بیٹھے ہیں یا کمرے کے اندر ہیں بس وہاں کی لائٹ جلی ہونی چاہئے جو باقی ساری لائٹیں جلی ہیں وہ کیا ہیں وہ اسراف ہیں آپ نے کھانا پکایا ہے اور آپ کی فیملی کے چار پانچ افراد ہیں تو ضرورت سے اتنا زیادہ پکایا ہے کہ جو بچ گیا وہ آپ نے باہر پھینک دیا اور اکثر لوگ جب کھانا بناتے ہیں تو اتنا ہوتا ہے کہ یہاں پہ چونکہ غریب اور ضرورت مند اس طرح کے ملتے بھی نہیں کہ کسی کو دیا جائے تو زیادہ تر بعض اوقات پھر وہ کوڑا دان میں جاتا ہے تو یہ چیز کیا ہے یہ اسراف میں آتی ہے اور اس سے پہلے آپ یہ بھی پڑھ چکیں کہ ایک اسراف ہے اور ایک **تبذیر** ہے اسراف ہوتا ہے کہ ضرورت کے کام پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ہے جیسے ہم نے مثال سے سمجھا اور **تبذیر** کیا ہوتا ہے؟ **تبذیر** یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح استعمال یا خرچ کیا جائے کہ وہ ضائع اور بربادہو۔ **تبذیر۔** بیج پھیکنا اور ایسے ہی بیجوں کو ضائع کرنا تو اب مثلاً آپ ہال میں بیٹھی ہوئی تھیں آپ کچھ پنکھے استعمال کر رہی تھیں اب آپ اٹھ کر چلی گئیں تو دو جو آپ استعمال کر رہی تھیں وہ بھی چل رہے ہیں اور باقی جو چھ پنکھے ہیں وہ بھی چل رہے ہیں یعنی آٹھ کے آٹھ پنکھے اور یہ **تبذیر** ہے آپ گھر کے اندر نہیں ہیں پورے گھر کی لائٹیں جلی ہیں یہ تبذیر ہے کہ یعنی اب کیا ہے کہ آپ بیجا خرچ کر رہیں ہیں کپڑے

ضرورت کے لئے ہمیں بنانے چاہئے ہم نے اتنے کپڑے بنائے ہیں کہ ضرورت سے زیادہ ہے اور بہت سے کپڑے ایسے ہیں کیونکہ سٹائل تبدیل ہوتا رہتا ہے فیشن بدلتے رہتے ہیں اور نئے کپڑے آتے رہتے ہیں اور پھر دل تو نقد ہار دیتے ہیں ان چیزوں پر اب کیا ہے کہ اسراف، تبذیر تو یہاں پہ اللہ رب العزت نے پہلی بات کیا کی کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے **وَلَم يَقْتُرُوا**اور وہ بخل بھی نہیں کرتے تو یہاں پر **وَلَم يَقْتُرُوا** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے کیا معنی ہیں**(ق ت ر)** اس کے معنی ہیں کہ جیسے مثلا آپ دیکھیں کہ اگر کوئی چیز بھونی جا رہی ہے اور اس سے جو معمولی سا دھواں نکل رہا ہے تو اس کے لئے بھی **قَتَرَ** لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور اسی طرح لکڑی جب جلتی ہے تو اس میں سے جو دھواں نکلتا ہے اس کے لئے بھی **قَتَرَ** لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو۔ **قَتَرَ** بہت حقیر کو کہتے ہیں بہت معمولی سی چیز کو کہتے ہیں یعنی اگر یہ بات آ جائے کہ **قَتَرَ** لکڑی سے جلتے وقت اس میں سے نکلنے والا دھواں اور یا پھر چیز کو بھونتے وقت کا دھواں تو یہ ہوتا ہے۔ مُقْتِرٌ شخص یہ ہر چیز سے دھویں کی طرح چیز کو لیتا ہے یعنی اتنی معمولی چیز دیتا ہے کہ جیسے کہ کسی کو دھواں دیا جائے اب دھواں کیا ہوتا ہے آپ کسی کو دھواں دیں تو اس کو تو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کچھ مجھے ملا اتنا حقیر اتنا معمولی اصل میں **قَتَرَةٌ** کا لفظ جیسے دھویں کی طرح کی سیاہی کے لئے بھی بولا جاتا ہے جیسے کوئی جھوٹ بولے اور اس کے چہرے پر کالک آجائے تو اس کے لئے بھی **قَتَرَةٌ لفظ** استعمال کیا جاتا ہے تو کسی چیز کو کم کرنا بہت ہی کم کسی کو دینا جو فطرتًا کنجوس لوگ ہوتے ہیں ان کے لئے **قتورا** لفظ آتا ہے **وَ كَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا (100**- سورت الاسراء) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کا دل بڑا ہی تنگ ہے۔ انسان بہت ہی کم خرچ کرنے والا ہے تو اسراف کی ضد **قَتْرَ** ہے کہ نہ وہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی وہ بہت زیادہ بخیل اور تنگ دل ہوتے ہیں بنو سلمہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارا سردار جد بن قیس بڑا بخیل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج سے تمہارے سردار عمرو بن جموع ہیں اور وہ جن کے گھنگریالے زلفوں والے بال تھے اور وہ بڑے فیاض آدمی تھے کھلے دل والے تو نبی ﷺ نے ان کے سردار کو تبدیل کر کے جو نام بتایا وہ کیا تھا عمرو بن جموع تمہارے سردار ہیں سفید گھنگریالے زلفوں والے گویا کہ فیاضی سخاوت یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اب یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ جب کہہ رہے ہیں کہ نہ وہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی وہ لوگ قتر کرتے ہیں **قتور** کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوتے پھر وہ کرتے کیا ہیں **وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا** تو وہ ان دونوں کے درمیان ہوتے ہیں تو قوام کیا چیز ہوتی ہے **قَوَامًا** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور ویسے تو دیکھیں کہ**(ق و م)**قوم سے ہے تو اس کے معنی کیا ہیں یہاں پہ یہ اعتدال کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خرچ کرنے میں نہ اسراف سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی یہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ یہ لوگ اعتدال پر رہتے ہیں **حدیث** کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهُ فِي مَعِيشَتِهِ**۔انسان کی عقلمندی کی علامت یہ ہے کہ خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرے نہ اسراف میں مبتلا ہو اور نہ ہی بخل میں مبتلا ہو تو اسراف اور **قتر** کے درمیان اعتدال اختیار کرنا میانہ روی اختیار کرنا اس کو قواما کہا جاتا ہے یعنی اللہ کی نافرمانی میں خرچ کرنا اسراف ہے اللہ کی اطاعت میں اگر خرچ نہ کیا جائے تو یہ بخیلی ہے اور اللہ کے احکام اور اطاعت کے مطابق خرچ کیا جائے تو یہ **قَوَامًا** ہے اب اس کو یوں بھی آپ لے سکتی ہیں کہ اسراف تین چیزوں کا نام ہے نمبر ایک ناجائز کاموں میں دولت صرف کرنا خواہ وہ ایک ہی پیسہ کیوں نہ ہو ناجائز کاموں میں دولت خرچ کرنا ،یارباشی دوستیاں ہیں اور بےوقت پیسے اڑائے جا رہے ہیں عیاشی کی جارہی ہے شراب پی جارہی ہے میلے ٹھیلے تو یہ چیز اسراف ہے دوسرا یہ کہ جائز کاموں میں خرچ کرنا لیکن حد سے آگے بڑھ جانا کیا ہے کہ اپنی استطاعت سے زیادہ خرچ کرنا یا یہ کہ لوگوں کو دکھاوے کے لئے

خرچ کرنا مثلاً بعض اوقات لوگ شادی بیاہ کرتے ہیں تو خود حالات اجازت نہیں دیتے ان کے پاس پیسے ہیں نہیں لیکن وہ کیسے خرچ کر رہے ہیں ہزار لوگوں کو بلایا ہے تو آپ سوچیں کہ بس سادگی سے کرنی ہے شادی پھر ہزار لوگ ہیں اور آپ دیکھیں کہ پھر کتنا خرچہ ہوگا کتنے کھانے ہیں اور وہ کرسیاں اور فائیو سٹار ہوٹل اور پھر ساری چیزیں تو کتنا خرچہ ہو جاتا ہے اور پھر پیسے پاس نہیں ہیں دوسروں سے مانگے جا رہے ہیں اور اگر کوئی دیتا نہیں ہے تو اس سے ناراض ہوتے ہیں اگر کوئی پیسے دیتا اور سمجھاتا ہے تو کہتے ہیں لو جی پیسے دے کے بڑا احسان کرتا ہے بعد میں نصیحتیں نہیں چھوڑتا یعنی کیسے اس کے حالات ہیں تیسری بات یہ ہے کہ یہ چیز بھی اسراف میں آتی ہے کہ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا مگر اللہ کے لئے نہیں ریاکاری کے لئے دکھاوے کے لئے یہ بھی **اسراف** ہے اس کا کوئی اجر نہیں ہے اللہ کے راستے میں خرچ تو کیا ہے لیکن دوسروں کو دکھانے کے لئے تو اب آپ دیکھ لیں کہ بہت سے لوگ اللہ کے راستے میں دیتے ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ ان کی واہ واہ ہو تو اس کا بھی کوئی اجر نہیں ہے یہ بھی اسراف ہے اچھا تو ایک طرف اسراف میں یہ تین باتیں آتی ہیں دوسری طرف بخل کے اندر بھی دو چیزیں آتی ہیں نمبر ایک کہ آدمی اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات پر اپنی قدرت اور حیثیت کے مطابق خرچ نہ کرے نہ اپنے اوپر نہ اپنے بال بچوں پر تو یہ کیا ہے یہ بخل ہے اپنے اوپر اور اپنے بال بچوں پر یہ پہلا حق ہے کہ مال کا کہ اس کو خرچ کیا جانا چاہئے تو انسان خرچ ہی نہیں کرتا اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنا نیکی اور بھلائی کے کاموں میں جیب میں سے ہاتھ میں سے ایک پیسہ بھی نہ نکلے اب یہ کیا ہے یہ بخل ہے بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ بیوی بچوں میں نہیں خرچ کریں گے اپنا کوئی حال نہیں بیوی بچوں کا کوئی حال نہیں گھر کا کوئی حال نہیں باہر سخاوت کے ڈنکے بج رہے ہوتے ہیں ہیں تو یہ کیا ہے یہ بخیلی ہے اور یہ بڑی سخت بیماری ہے جو لوگوں میں پائی جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ دنیا داری کے کاموں میں تو خرچ کرنا اللہ کے دین کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرنا۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی **احادیث** ہیں اس سے ہمیں کیا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے نہ اسراف کو پسند کیا اور نہ ہی بخیلی کو پسند کیا آپ نے کہا کہ جب تو خرچ کرے تو اس طرح سے خرچ نہ کر کہ پھر اس کے بعد تو محتاج ہو جائے ہے بلکہ میانہ روی اختیار کر۔ جیسے کہ **حدیث** کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پہ فرمایا "صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد انسان خود محتاج نہ ہو جائے" (بخاری کی یہ روایت ہے)۔ کہ اتنا نہیں کرنا چاہئے کہ اس کے بعد انسان محتاج ہو جائے تو اب یہاں پر یہ بات ہمارے سامنے آئی کہ برادری میں ناک اونچی رکھنا دولت اور فیاضی کے ڈنکے بجوانا یا پھر یہ کہ کسی کی کنجوسی اور بخیلی مشہور ہو جائے کہ بیوی بچوں کی ضرورتوں پر بھی خرچ نہ کرنا ہے تو کیا بات اس سے پتہ چلتی ہے کہ یہ اللہ کو سخت نا پسند ہے تو نا بخل کرنا ہے نا اسراف تو کرنا کیا ہے؟ **وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا** وہ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں **قَوَامًا** جیسے قوام کیا ہے؟ امت وسط ایسی قوم ہے جو قوام ہے معتدل ہے اسی طرح خرچ کرنا بھی ان کا کیا ہے کہ وہ معتدل ہے

آیت نمبر 68. وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا

ترجمہ۔ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے، اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا

یعنی آیت نمبر 67.ایک آیت میں اللہ تعالی نے تین برائیاں بتائیں ہیں اب یہاں پر چھ صفات بتا کر ایک آیت میں سات آٹھ اور نو۔ تین اور اوصاف عباد الرحمان کے سامنے رکھے ہیں اور وہ کیا ہیں **1. وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ** کہ اللہ کے ساتھ وہ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے گویا کہ وہ شرک نہیں کرتے **2. وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ** اور وہ نہیں قتل کرتے کسی نفس کو **ٱلَّتِى حَرَّمَ** جس کو حرام کر دیا ہے اللہ نے **إِلَّا بِٱلْحَقِّ** مگر حق کے ساتھ تو نا حق کسی کو وہ قتل نہیں کرتے اور 3. کیا ہے **وَلَا يَزْنُونَ** اور نہیں وہ زِنَا کرتے ہیں **وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا** اور جو کوئی یہ کرے گا وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا اور جو شخص ایسا کرے گا تو اس کی سزا وہ پا کے رہے گا تو آپ دیکھ لیجلئے کہ آیت نمبر 68 سورت الفرقان میں اللہ رب العزت نے تین اوصاف جو ہمارے سامنے رکھے ہیں اور ان میں سات نمبر کیا ہے **لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ اِلَٰهً اُخَرَ** کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنی عبادت میں شریک نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو اللہ کے اختیارات میں شریک نہیں کرتے وہ ایک اللہ کی بندگی کرتے ہیں اور ایک اللہ کی بندگی کرنا کیا ہے؟ ایک اللہ کی بندگی کرنا یہ توحید ہے اور اگر کسی کے دل میں ذرہ برابر بھی شرک پایا جائے گا یا وہ ذرہ برابر بھی شرک کرے گا تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اب یہاں پہ تین کاموں سے اجتناب کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے کہا تو عرب معاشرے میں شرک، قتل ناحق اور زنا ان تینوں گناہوں کی بڑی کثرت تھی اللہ تعالی نے ان گناہوں کو بڑے بڑے گناہوں میں شامل کیا ہے کیونکہ عرب کا جاہلانہ معاشرہ بری طرح اس سے متاثر تھا ہر قبیلے کا الگ لگ بت ہوتا تھا پھر ایک بڑا بت کئی قبائل کا مشترکہ بھی ہوتا تھا حتی کہ بیت اللہ کے اندر بھی انہوں نے تین سو ساٹھ بت رکھ دیئے تھے بیت اللہ کو بتوں سے بھر دیا تھا اسی طرح پورے عرب میں لوٹ مار اور قتل و غارت کا دور دورہ تھا ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کو دشمن سمجھتا تو پھر اس سے قتل و غارت کرتا پھر ان کی آپس میں جنگ ٹھن جاتی قتل کرتے دیکھتے ہی نہیں تھے کسی چیز کو حتی کہ گھروں کے گھر قبیلوں کے قبیلے بستیوں کی بستیاں جو تھیں وہ قتل و غارت میں مٹ گئیں اجڑ گئیں اور اسی طرح وہاں پہ زنا بڑا عام تھا اب آپ دیکھیں کہ حد کیا تھی ان کے زنا کی کہ ایک طرف زنا کے واقعات ہوتے دوسری طرف شاعر زنا کے واقعات کو شاعری میں بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتے صفا اور مروہ پہاڑیاں جو تھیں دو بت ان پر رکھےدیےتھے ایک اساف اور دوسرا نائلہ اب آپ دیکھیں کہ ان دونوں(بتوں) کی اصل کیا تھی کہ یہ ایک زانی مرد اور زانی عورت تھے جنہوں نے حرم کعبہ میں زنا کیا تھا ان کے بارے میں مشہور یہ تھا کہ انہوں نے جب حرم کعبہ میں زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس جرم میں ان کو پتھر بنا دیا اب بعد کے لوگوں نے کیا کیا انہی پتھروں کو صفا اور مروہ پر رکھ کر ان کی پوجا شروع کر دی اور آپ یہ بات دیکھیں کہ وہ اپنی شاعری میں اس کا ذکر بھی کرتے تھے بڑے فخر کے ساتھ بڑے اہتمام کے ساتھ اسی طرح حضرت عمرو بن جموع یہ بڑے ہی جلیل القدر صحابی ہیں اور یہی وہ عمرو بن جموع ہیں جن کے بارے میں ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ آپ ﷺ نے بنو سلمہ جو قبیلہ تھا اس کا سردار بنا دیا بڑے فیاض تھے ان کے بارے میں کیا آتا ہے کہ یہ بھی بت کی پوجا کرتے تھے اور یہ بنو سلمہ کے رئیس تھے اور بت خانے کی جو سپردگی ہوتی ہے جیسے ولی، بت خانے کے ولی تھے اور جنون کی حد تک ان کے اندر بت پرستی پائی جاتی تھی لکڑی کا ایک بت بنا کر انہوں نے گھر رکھا ہوا تھا تو وہ صبح شام اس کی پرستش کرتے تھے بڑے اہتمام کے ساتھ اس کو سجاتے تھے بناتے تھے سنوارتے تھے کہ بہت سے دن رات ان کے اسی بت پرستی میں گزرے یہاں تک کہ بڑھاپے کی دہلیز پر انہوں نے قدم رکھ لیا اور جب مدینہ میں اسلام پھیلا تو ان کے گھر میں اسلام کی شمع جو روشن ہوئی تو ان کے بیٹے حضرت معاذ تھے وہ بھی مسلمان ہوئے اب یہ کہ بیٹا بھی باپ

کو سمجھاتا تھا یہ مانتے ہی نہیں تھے اور لوگ بھی جو مسلمان تھے ان کو سمجھاتے تھے یہ مانتے ہی نہیں تھے ان کے بیٹے اور ان کے بیٹے کے دوست تھے اور جو مسلمان نوجوان تھے انہوں نے ایک ترکیب سوچی کہ وہ روز رات کے وقت حضرت عمرو کے بت کو لے کر باہر کسی گڑھے میں ڈال دیتے اور گڑھا وہ جو گندگی سے بھرا ہوا ہو اب کیا ہوتا صبح صبح اٹھ کر انہوں نے عبادت کرنی ہوتی تھی صبح اٹھتے اپنی جگہ ان کوان کا بت نظر نہ آتا بڑا سٹ پٹاتے چلاتے کہ تم لوگوں کا ستیا ناس معلوم نہیں میرے معبود کو کون لے گیا ہے ہمارے معبود کو کون لے گیا پھر اس کی تلاش میں نکلتے ڈھونڈتے جہاں سے ملتا اس کو صاف کرتے نہلاتے خوشبو لگاتے اسے اپنی جگہ پر لا کر رکھتے اور کہتے خدا کی قسم اگر مجھے پتہ چل جائے کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا تو پھر ایسی اس کی درگت بناؤں کہ دنیا دیکھے اب ہر روز ایسا ہونے لگا کہ بت رات کو نہلا دھلا کر دن بھر خوشبو لگا کر رکھتے صبح اس کو کسی گندگی کے گڑھے میں سے نکالتے اب ایک دن تنگ آ کر بت کے گلے میں تلوار لٹکائی کہنے لگے خدا کی قسم مجھے تو پتہ نہیں کہ کون تیرے ساتھ یہ گستاخی کرتا ہے اب یہ تلوار تیرے پاس ہے تو خود اپنی حفاظت اور دفاع کر اب پھر لڑکوں نے جب دیکھا کہ بت کی گردن میں تلوار لٹکائی ہوئی ہے بہت ہنسے انہوں نے تلوار تو اتار کے اپنے پاس رکھی اور بت کو ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ رسی میں باندھ کر بنو سلمہ کے ایک ایسے کنواں میں لٹکایا جس میں لوگ کوڑا پھینکا کرتے تھے اب صبح کو حضرت عمرو نے دیکھا کہ بت بھی غائب اور تلوار بھی غائب پھر تلاش میں نکلے اب بت کو مردہ کتے کے ساتھ غلاظت کے کونے میں جب لٹکا ہوا دیکھا تو بڑا ان کو غصہ آیا اب ان کو بت پرستی سے نفرت ہو گئی اور اس کے بعد راستے میں کسی مسلمان سے ملے اور اس کے سامنے اپنا دکھڑا رونے لگے بتانے لگے کہ میرے ساتھ تو بس اب یہ مصیبت ہے جو ہر روز ہونے لگی مسلمان نے بڑی ملامت کی اور کہا کہ یہ کیسے بت کو آپ پوجتے ہیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان میری مانو تو ان بتوں پر تین حرف بھیجو تین حرف کا مطلب کیا ہے؟ لعنت بھیجو اور ایک اللہ اور اللہ کا جو برحق رسول ہے اس پر ایمان لے آ وہ وقت کچھ ایسا تھا کہ بس دل بڑا ان کا زخمی تھا کہ دل میں اس آدمی کی باتیں اتر گئی اور اسی وقت وہ مسلمان ہو گئے اور کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہوئے شاعر بھی تھے اپنے بت کے خلاف انہوں نے شعر کہے ، کہنے لگے خدا کی قسم اگر تو الہ ہوتا تو تو اور مرا ہوا کتا کوڑے کے اندر ایک رسی کے ساتھ بندے ہوئے نا ہوتے لعنت ہو تیرے اس جگہ پڑے ہونے پر وہ کیسی ذلیل جگہ تھی اگر میں تجھے اس ذلیل جگہ سے تلاش کر کے نہ لاتا تو تو وہیں اوندھا پڑا رہتا اللہ پاک نے مجھے اس سے پہلے بچا لیا کہ میں قبر کی تاریکی میں رکھ دیا جاتا ساری تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کی جو احسان کرنے والا رزق دینے والا اور بدلے کے دن کا مالک ہے۔ **حدیث** کا مفہوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہ تو کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائے، مدمقابل ٹھہرائے حالانکہ تجھے پیدا اللہ نے کیا ہے پوچھا گیا کہ اس کے بعد کیا کہ تو اپنے بچے کو اس خوف سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائے گا پوچھا گیا پھر فرمایا یہ کہ تُو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے تو یہ کیا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہیں اور ایسا نہیں تھا کہ بس یہ تین کبیرہ گناہ عرب کے معاشرےمیں پائے جاتے تھے بلکہ گناہ تو بہت سے کرتے تھے لیکن اس وقت یہ تین گناہ جو تھے ان میں وہاں کا معاشرہ بری طرح لت پت تھا تو اللہ تعالیٰ نے **سات نمبر صفت** کیا بتائی کہ اللہ کے سوا وہ کسی کو معبود نہیں پکارتے ایک اللہ کی بندگی کرتے ہیں ایک اللہ کا کہنا مانتے ہیں اور آج بتوں کی پوجا تو نہیں ہے اس طرح تو اب کیا ہے کہ خواہشات نفس کی پوجا کرنا، رسم و رواج کی، زمانے کی، بعض اوقات دوستوں کی وجہ سے لوگ گناہ کر لیتے ہیں بعض اوقات

خاندان کے رسم و رواج ہیں پتہ ہے کہ غلط ہیں بس اس کو نبھانے کی خاطر تو جس کی بھی پوجا کی جائے گی، کہنا مانا جائے گا اللہ کو چھوڑ کر تو اصل بات کیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسرا معبود بنا لیا ہے تو یہ ہے نمبر سات کہ شرک نہیں کرنا۔ **صفت نمبر آٹھ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ** کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے تو اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ناحق قتل تو نہیں کرتے لیکن حق کے ساتھ قتل کر سکتے ہیں تو حق کے ساتھ قتل کرنا کیا ہے؟ نمبر ایک جان کا بدلہ جان ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دے تو اس کا بدلہ لیا جا سکتا ہے اور نمبر دو کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے یعنی اسلام کو چھوڑ دے تو اس کو بھی یعنی اسلام قبول کر کے اسلام سے نکل جائے تو مرتد کی سزا بھی قتل ہے تو یہ چیزیں کیا ہیں کہ یہ حق کے ساتھ ہیں اور تیسری ایک شکل ہے اور وہ کیا ہے کہ شادی شدہ ہو کر اگر کوئی زنا کرے گا تو پھر اس کو کیا کیا جائے گا رجم کر دیا جائے گا تو حق کے ساتھ قتل کرنے کی تین شکلیں ہیں ایک جو ہے وہ قتل کا بدلہ قتل، دوسرا مرتد کے لئے قتل کی سزا اور تیسرا زانی کے لئے رجم کرنا تو حق کے ساتھ قتل کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور شکل نہیں ہے کہ کسی کو قتل کیا جائے جیسے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ لو جی دو بچے ہونے چاہئے کل ہی کچھ لوگ بات یہ کر رہے تھے کہ جب سنبھال نہیں سکتے تربیت نہیں کر سکتے تو پھر زیادہ بچے کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ تم زیادہ بچوں کی تربیت نہیں کر سکتے تو اس لئے اب زیادہ بچے تمہارے نہیں ہونے چاہئے کہیں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ تُم معاش کے ذمہ دار ہو اللہ رب العزت خود کہتے ہیں کہ **وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ خَشۡيَةَ اِمۡلَاقٍ‌ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُهُمۡ وَاِيَّاكُمۡ‌ؕ اِنَّ قَتۡلَهُمۡ كَانَ خِطۡاً كَبِيۡرًا** (31۔ سورت بنی اسرائیل) کہ مال کی تنگی کی وجہ سے تم اولاد کو قتل نہ کرنا اور زمانہ جاہلیت میں لوگ اس خوف سے قتل کر دیتے تھے اچھا اپنے بچے کو اس وجہ سے قتل کرنا یا دوسرے کو قتل کرنا بعض عورتیں یا بعض مرد خود کیا کرتے ہیں کہ اگر عورت حاملہ بھی ہو جائے تو کہتے ہیں کہ اب بچہ ضائع کروا دو یا دوائی کوئی کھا لے یا ہسپتال میں جا کر کر لے تو یہ بھی ناحق بچے کو قتل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھے گا کہ تم نے جو جان میں نے تمہیں دی تھی تم نے اس کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر دیا۔ تو میرا اور آپ کا کام کوشش کرنا ہے تربیت کی کوشش کرنا ہے اور اس کے بعد نتائج اللہ پر چھوڑ دینا ہے اسی طرح میں اور آپ رازق نہیں ہیں اللہ رازق ہے اللہ خالق ہے اللہ مالک ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جتنے بھی کسی کے بچے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دے گا تو یہ ٹی وی والے اگر یہ دکھاتے ہیں کہ فلاں نے بچے فلاں جگہ چھوڑ دیئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کی اب تربیت نہیں کر سکتے ہم ان کو کھلا نہیں سکتے تو آپ کا کام نہیں ہے کہ ایسے جملے بولیں کہ ہاں بھئی پھر اتنے بچے پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ بھی اللہ کی نافرمانی ہے اور یہ شرکیہ جملے ہیں یہ اللہ کے اختیارات گویا کہ آپ نے اپنے پاس لے لئے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (7) وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ (8) بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ** (9۔ سورت التکویر) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی؟ بعض لوگ اس لئے بچہ ضائع کر دیتے ہیں کہ بیٹیاں پیدا ہو رہی ہیں اور آپ دیکھیں کہ آپ اس کی تحقیق کریں کہ کتنی زیادہ بیٹیاں ہر سال اسقاط حمل کے ذریعے ان کو ضائع کروا دیا جاتا ہے حمل میں لوگ پتہ کر لیتے ہیں اگر بیٹی ہے تو اس کو ضائع کروا دیتے ہیں بعض اوقات شوہر مجبور کرتا ہے بعض اوقات ساس مجبور کرتی ہے اور شوہر اور ساس یا پھر وہ عورت خود اگر ایسا کرے یا پھر معاشرے میں سے کوئی ایسا کرے تو اس کا کیا مطلب ہے کہ گویا کہ آپ اللہ کے فیصلوں پر راضی نہیں ہیں آپ کو کیا پتہ کہ بیٹی میں خیر ہے یا کہ بیٹے میں خیر ہے تو یہ چیز بھی کیا ہے کہ قتل کرنے کے زمرے میں آتی ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اگر آپ کو اور مجھ کو ہمارے ماں باپ نے اسی طرح ضائع کروا دیا ہوتا تو آج

ہمارا وجود ہی نہ ہوتا ہم ایک ظلم کر رہے ہیں معاشرے کے اندر اور اگر کوئی ڈاکٹر یہ کام کرواتی ہے تو وہ بھی اس میں شامل ہے یعنی جو جو اس میں شامل ہے وہ سارے اللہ کے ہاں جوابدہ ہیں **وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ** اللہ کی حرام کی کسی جان کو نا حق ہلاک نہیں کرتے ایک دفعہ ایک عورت نے کہا کہ میری زیادہ عمر ہو گئی اور میں حاملہ ہو گئی تو میں نے چیزوں کو اٹھایا کہ میرا حمل ضائع ہو جائے بھاری چیزوں کو اٹھایا اور پھر میرا وہ حمل ضائع ہو گیا کیا مجھے اس کا بھی گناہ ملے گا اب اس کو توبہ اور استغفار کرنا چاہئے یہ کیا ہے یہ بھی ایک بناوٹی شرم ہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ لو جی اب یہ حاملہ ہو گئی اللہ سے شرم نہیں آتی ہے اللہ کی نافرمانی کرتے اور لوگوں سے شرم آتی ہے بڑی عمر میں حاملہ ہونا غلط بات نہیں یہ تو اللہ کی دین ہے جس کو چاہے جب چاہے دے حضرت ابراہیم علیہ السلام بوڑھے تھے اُن کی بیوی بوڑھی تھیں بڑھاپے میں اللہ نے اُن کو اولاد دے دی اُنہوں نے کہا کہ میں بوڑھی ہوں اور فرشتہ نے کہا کہ تجھے اولاد ہونے والی ہے وہ ہنس پڑیں کہ کیا میرے ہاں بھی اولاد ہو سکتی ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں بے موسم کے پھل تو ملتے ہیں نا آج یہاں امریکہ اور کینیڈا رہ کر اور برطانیہ میں رہ کر بے موسم کے پھل تو بڑے اچھے لگتے ہیں سردی کا موسم ہے آج باہر برفباری ہوئی ہے گھر میں آپ گرم کمروں میں بیٹھے ہیں بے موسم کا پھل آپ کھاتے ہیں تو پھر اللہ سے ڈر نہیں لگتا **وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ** اللہ کو خوب پتہ ہے کہ میں اور آپ کیا کر رہے ہیں **وَلَا يَزْنُونَ** اور وہ زنا نہیں کرتے سورت النور میں آپ اس کی تفصیل پڑھ چکی ہیں کہ صرف زنا ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے وہ راستے بند کر دیئے وہاں پہ رکاوٹیں کھڑی کر دیں جن سے زنا کے دروازے کھلتے ہیں زنا کیا ہے؟ جیسے کسی بھی عمارت کا گیٹ اور اب آپ دیکھیں کہ گیٹ تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے وہ روشندان وہ کھڑکیاں بند کر دیں نظروں کی حفاظت ,اپنے سینے پہ اوڑھنیاں ڈال لو ،اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کرو، پاؤں مار کر زمین پر چلا نہ کرو، اپنی آواز کی حفاظت، خوشبو لگا کر مردوں کے جو شہوت کے جذبات ہیں ان کو نہ ابھارو تو کتنی زیادہ چیزیں ہم نے سورت النور میں پڑھیں کیونکہ اگر روشندان اور کھڑکیاں ہی بند کر دی جائیں تو پھر گیٹ نہیں کھلا ہوا ہوتا پھر گیٹ کھلنے کے امکانات ختم ہوجاتے ہیں تو زنا سے روکنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اور بہت سے اقدامات کر دیئے **وَلَا يَزْنُونَ** اور وہ زنا نہیں کرتے **ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا** اور جو کوئی یہ کام کرے گا جو کوئی شرک کرے گا اور قتل کرے گا قتل ناحق اور زنا کرے گا **يَلْقَ** تو ملے گا اسکو، پائے گا وہ **أَثَامًا** اور اثاما کیا ہے؟ اثم گناہ کو بھی کہتے ہیں اور اثیم گناہگار اور اثاما مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **أَثَامًا** کے معنی ہیں گناہ کی سزا کہ جس جس نے یہ گناہ کلئے ہیں ان کو اپنے گناہوں کی سزا مل کر رہے گی ایک تو اس کا یہ معنی ہے کہ" **أَثَامًا** نتیجۂ گناہ کے" جیسے اب یہ کام کیا ہے اب یہ تو مل کر رہنا ہے مثلاً جیسے کسی کو یوں کہا جائے کہ اب تم نے اگر گندم کی بجائے "**جو**" بو دیئے ہیں اب گندم نہیں کاٹ سکتے اب آپ کو "**جو**" ہی کاٹنے ہیں اگر کوئی شخص جب زمین میں بونے کا وقت ہوتا ہے تو خاردار جھاڑیاں بوتا ہے پھلدار درخت اس کو نہیں ملے گا وہ پھل نہیں کاٹ سکتا اب وہی مطلب ہے کہ جو بویا ہے وہ تو کاٹناہے." اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت " یہ ہیں اس کے معنی کہ اصل میں **أَثَامًا** کا لفظ کہتے ہیں یہاں پہ آیا ہے نتیجے کے طور پر کہ جیسا امتحان دیا ہے ویسا رزلٹ تو ملنا ہی ہے کہ جس نے شرک ،قتل اور زنا کیا ہے تو یہ تینوں جرم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں تمام جو آسمانی کتابیں ہیں ان کا اس پر اتفاق ہے اور جو کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے گا وہ قانون الٰہی کی حفاظت سے محروم ہو جاتا ہے لازمًا اس کو **أَثَامًا** ملے گا یعنی گناہ کے نتیجے میں سزا ملے گی ایک تو اس کے یہ معنی ہیں مفسرین کہتے

ہیں کہ دوسرے اس کے معنی ہیں کہ **أَثَامًا** یہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو سخت اور شدید عذابوں سے پرُ ہے اور جو بھی یہ گناہ کرے گا تو اس کو جہنم کی یہ وادی اثاما مل کر رہے گی

آیت نمبر 69. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا

ترجمہ۔ قیامت کے روز اس کو مکرّر عذاب دیا جائے گا اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا

پھر فرمایا **يُضَاعَفْ لَهُ** اس کو دگنا دیا جائے گا **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** عذاب قیامت کے دن **وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا** اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا اب آپ دیکھیں کہ یہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ **يُضَاعَفْ** کہ دوگنا دیا جائے گا اس کو عذاب اس کا کیا مطلب ہے۔ **يُضَاعَفْ** آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ **يُضَاعَفْ** کا لفظ استعمال ہوتا ہے دگنے کے لئے یعنی کوئی چیز دگنی چگنی ہو کر کسی کو دی جائے تو یہاں اللہ تعالی نے یہ جو کہا کہ اس کو عذاب تو ملے گا لیکن **يُضَاعَفْ** گویا کہ عذاب اضافہ کر کے دیا جائے گا یعنی یہ عذاب دگنا ہوسکتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اب یہ نہیں پتہ یعنی یہاں یہ نہیں آرہا کہ صرف دگنا ملے گا بلکہ کیا ہے کہ اضافہ دگنا بھی ہو سکتا ہے چگنا بھی اور کئی گنا زیادہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ یہاں پر **يُضَاعَفْ** کے معنی ہیں کہ اضافہ ہوگا جیسے آپ پیچھے پڑھ چکیں سورت آل عمران **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (130)** اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ ، اور اللّٰہ تعالٰی سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے۔ کہ آپ سود کو دگنا چگنا کر کے نہ کھاؤ تو ان جرائم کا نتیجہ کیا ہے کہ قیامت میں جب ان کو سزا ملے گی تو اتنی نہیں ملے گی کہ بس جتنا گناہ تھا تو سزا بھگت کر وہ چھوٹ جائیں بلکہ کیا ہے کہ سزا میں اضافہ ہوگا اضافہ کیوں ہوگا اس لئے کہ جرم بہت سنگین تھا اس لئے کہ انہوں نے ایسا جرم کیا کہ اللّٰہ اور بندوں کے حقوق پامال کر دیئے ہیں تو عذاب میں اضافہ کیا جائے گا تو اضافہ جرم کی سنگینی کو ظاہر کرتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اضافہ میں کبھی وقفہ نہیں آئے گا اضافہ کا سلسلہ ٹوٹنے نہیں پائے گا ایک پھر دو پھر تین مسلسل اس کو عذاب ملے گا اور اس کے تیسرے معنی بھی ہیں کہ سزا مل کر رہے گی انداز اتنا سخت ہے کہ اللّٰہ رب العزت کہہ رہے ہیں **يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ** اس کو عذاب دیا جائے گا مثلا اگر کوئی شخص اس نے کفر کیا ہے شرک کیا ہے تو اس کے ساتھ اس نے قتل اور زنا بھی کر لیا ہے اب جب اس کو سزا ملنے لگے گی تو ہر جرم کی الگ الگ سزا ملے گی اب یہ نہیں ہے کہ ایک سزا مل گئی ہے اور اس کا سزا پا کر بہت ہی برا حال ہے اور اس کو چھوڑ دیا جائے نہیں ایک طرف سے ہٹے گا تو دوسرے جرم میں اس کو پکڑ لیا جائے گا تیسرے جرم میں پکڑ لیا جائے گا چوتھے جرم میں پکڑ لیا جائے گا اسی طرح اگر کسی نے ایک دفعہ زنا کیا ہے دو دفعہ کیا ہے تین دفعہ کیا ہے تو ہر زنا کی الگ الگ اس کو سزا ملے گی اگر کسی نے ایک دفعہ قتل کیا ہے دو دفعہ تین دفعہ جتنے قتل کلئے ہیں تو ایک دفعہ سزا نہیں ملے گی ہر فعلِ قتل کی الگ الگ سزا اس کو بھگتنی پڑے گی جتنی بار اس نے جرم کیا ہے اتنی بار الگ الگ اس کو سزا دی جائے گی اور دگنی چگنی کر کے دی جائے گی تو یہ جو **يُضَاعَفْ** ہے یہ جو اضافہ ہے یہ کیفیت میں بھی ہو سکتا ہے کمیت میں بھی ہو سکتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑا سخت عذاب ہو جیسے کسی کو ایک ہی دفعہ بخار چڑھ جائے اور ایک سو پانچ اور چھ پہ چلا جائے وہ کسی کو ایک ہی دفعہ کوئی سزا دے دی جائے اور وہ سخت دے دی جائے اسی طرح کیفیت یا پھرکئی دفعہ یعنی بار بار اس کو دی جائے گی تو کئی گنا بڑھا چڑھا کر اس کو دیا جائے گا اور

دوسری بات کہی اللہ تعالی نے **وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا** اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا۔ آیت نمبر 63 میں آیا ہے۔ **وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا** هون **"هَ"** پر زبر تو مطلب ہے عاجزی نرمی خاکساری ایک وقار اور اگر **"هُ"** پر پیش آ جائے تو ذلت کے معنی پائے جاتے ہیں تو یہاں پر **فِيهِ مُهَانًا** آ گیا ہے تو اب وہ ذلت کے عذاب میں پڑا رہے گا اب یہ نہیں ہے کہ **فِيهِ مُهَانًا** کہ عذاب میں وہ ذلت کے ہوگا بلکہ **يَخلُد**۔ **يَخلُد** کے معنی کیا ہیں ہمیشہ ہی تو اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں کہ ذلیل اور خوار ہو کر اس عذاب میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑا رہے گا تو یہ ساری جو باتیں ہیں اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالی کی نافرمانی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پامال کرنا اس کو ادا نہ کرنا یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے اور اللہ کا عذاب لوگوں بڑا سخت ہے اور ہمیں اس سے ڈرنا چاہئے